تحریکِ پاکستان میں پیر آف بھرچونڈی شریف کا کردار

Role of Peer of Bharchondi Sharif in Pakistan Movement

ڈاکٹر احمد رضا*

ڈاکٹر حافظ محمد ارشد اقبال**

ABSTRACT:

The shrine of Hafiz Muhammad Siddique named as KHANQAH-E-QADRIA is serving the Muslim Ummah since1258 AH at Bharchondi Sharef,Sindh. All Saints of the shrine served the people spiritually, socially and politically. The Shrine played his significant role in the freedom movement of Subcontinent. Third Saint of this Shrine Peer Abdul Rehman (Bhoral Saen) participated in freedom movement at Sindh level. According to Dr Ghulam Ali Alana; Peer Bhoral Saen played great role for Pakistan Resolution in Sindh legislative assembly. He convinced all Muslim members of Sindh assembly to vote for Pakistan Resolution. He made Jama'at Ihya-e-Islam and Tanzeem Al Masha'ekh to support freedom movement. His great struggle for Pakistan become successful in August 14, 1947.The Shrine always made his effort for establishing peace and harmony in Pakistan. This article aims to highlight the national services of the Peer Abdul Rehman (Bhoral Saen) for Pakistan.

Key words: Dargah-e-Qadria, Pakistan Resolution, Pakistan movement, vote.

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولﷺ کے احکامات بجالانا اور اللہ کے بندوں سے شفقت و محبت کرنا ہی دینِ اسلام کی تعلیم ہے۔ دین کی اسی کامل تعلیم کا اظہار تصوف میں ہوتا ہے۔ تصوف انسان کے ساتھ محبت، شفقت، رحمت اور قلبی تعلق کا نام ہے۔ تصوف قول نہیں بلکہ عمل ہے۔ کسی انسان کی دلجوئی کرنا اور اسے راہ ہدایت دکھانا کعبہ کے ہزاروں طواف کرنے سے بہتر ہے۔ انسانوں کو راہ ہدایت پر لانا اور انہیں سکونِ قلب فراہم کرنا ہی تصوف کا شعار ہے۔ دین اسلام کی ترویج و اشاعت میں صوفیاء کرام کا کردار اتنا اہم ہے کہ اسے فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ صوفیاء کرام نے مخلوق خدا کے سامنے اپنے قول کی بجائے اپنی شخصیت اور کردار کو پیش کیا۔ صوفیاء کرام نے انسانوں کی نسلی، طبقاتی اور مذہبی تفریق کو دیکھے بغیر ان سے شفقت و محبت کا معاملہ رکھا۔ صوفیاء کرام نے اللہ کے بنائے ہوئے انسان کے مقامِ انسانی کو اہمیت دی۔ یہی وجہ کہ مخلوقِ خدا ان کی طرف کھچی کھچی گئی اور یہ سلسلہ آج بھی جاری ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ آج معاشرے میں بین المذاہب اور بین المسالک ہم آہنگی کا فروغ تصوف اور صوفیا کرام کی تعلیمات سے ہی ممکن ہے۔ معاشرے میں جاری خرابیوں اور ناسور کے علاج کے لئے روحانی معالجین کی ضرورت ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ خلفائے راشدین کے مبارک ادوار کے بعد اسلام کی بیشتر کامیابیوں کے پیچھے صوفیاء کرام کی تعلیمات اور ان کا عملی کردار تھا۔ انہی کامیابیوں میں سے ایک پاکستان کا قیام بھی ہے۔ تحریک پاکستان میں عوام، سیاست دانوں اور علمائے کرام کے ساتھ ساتھ صوفیائے کرام نے

*Assistant Professor, Department of Islamic Thought History & Culture, AIOU, Islamabad.
Email: ahmad.raza@aiou.edu.pk
Assistant Professor, Department of Qura'an o Tafseer, AIOU, Islamabad.

عملی طور پر بھرپور حصہ لیا جس کے نتیجہ میں پاکستان معرضِ وجود میں آگیا۔ تحریک پاکستان میں درگاہِ قادریہ (بھرچونڈی، صوبہ سندھ) کی خدمات نہایت شان دار اور قابل ذکر ہیں۔ درگاہ کے تیسرے صوفی بزرگ پیر عبدالرحمٰن نے عملی طور پر تحریک پاکستان میں حصہ لیا۔ اس مقالہ میں پیر عبدالرحمٰن کی تحریکِ پاکستان کے حوالہ سے شاندار خدمات کو تحقیقی انداز میں پیش کیا گیا ہے نیز پاکستان میں امن و سلامتی کے قیام و استحکام اور رواداری کے فروغ کے لیے سفارشات بھی پیش کی گئی ہیں۔

درگاہ قادریہ:

صوفیائے کرام کے دل اور چہرے نورانی ہوتے ہیں اور ان کی پیشانی پر عبادت کے آثار نمایاں ہوتے ہیں۔ ان کے دامن پر فقر کے پیوند تو موجود ہوتے ہیں لیکن دنیا کی گدائی کا کوئی دھبہ ان کے پیراہن کو میلا نہیں کرتا۔ ان کے گیسو منتشر ہونے کے باوجود ایک خاص اطمینان قلبی کی عکاسی کر رہے ہوتے ہیں۔ ان کے پیٹ اگرچہ خالی ہوتے ہیں لیکن وہ اللہ کے بندوں کی حاجت روائی میں کوئی کسر نہیں چھوڑتے۔ ان کی وراثت درہم و دینار، باغات و محلات اور سیم و زر نہیں ہوتے بلکہ وہ اپنے ورثہ میں اللہ تعالیٰ کی محبت، مخلوق سے تواضع اور حسن اخلاق چھوڑتے ہیں۔ ان صوفیا کرام کو اللہ تعالیٰ کے کلام میں اولیاء فرمایا گیا ہے جن پر دنیا کا کوئی خوف ہوتا ہے اور نہ ہی غم۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ [1]

ترجمہ: سنو! بے شک اللہ کے دوستوں پر دنیا کا کوئی خوف ہے اور نہ ہی آخرت کا غم۔

علامہ ابن جریر طبری نے اس آیت کے تحت متصل سند کے ساتھ حضرت سعید بن جبیر سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا اولیاء اللہ کون ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ان لله عبادا اذا رؤوا ذکر الله [2]۔ یہ اللہ کے وہ بندے ہیں جب دکھائی دیں تو اللہ یاد آجائے۔ صوفیہ کرام نے ہمیشہ اللہ تعالیٰ کو راضی اور خوش کرنے کی سعی کی جس میں وہ کامیاب رہے۔ اللہ تعالیٰ نے بھی ان پر اپنے لطف و کرم کی نورانی برسات کی اور اللہ تعالیٰ نے ان کی محبت اپنی مخلوق میں پیدا کر دی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمَنُ وُدًّا [3]

ترجمہ: بے شک ایمان اور نیک عمل کے حاملین کی محبت رحمٰن نے اپنی مخلوق میں پیدا کر دی۔

صوفیائے کرام اولیاء و صالحین کی جماعت ہے جس کے فضائل قرآن سنت میں بیان ہوئے ہیں۔ احادیث نبوی ﷺ میں اولیاء و صالحین کی اللہ تعالیٰ سے قربت اور محبت کی منظوری کی سند اس وجہ سے دی گئی ہے کہ صالحین ذکر الٰہی اور عبادات کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں محبوبیت حاصل کر لیتے ہیں۔ فرمان مصطفیٰ ﷺ ہے: وما تقرب الی عبدی بمثل ادائ ما افترضته وما یزال عبدی یتنفل لی حتی احبه فاذا احببته کنت له سمعا، وبصرا، ویدا ومؤیدا، دعانی فاجبته وسالتی فاعطیته، ونصح لی فنصحت له [4]-[میرا بندہ جو کچھ میں نے اس پر فرض کیا ہے اس کی ادائیگی کے ذریعے جو میرا قرب حاصل کر سکتا ہے وہ کسی اور ذریعے سے نہیں کر سکتا۔ میرا بندہ میرے لئے مسلسل نوافل پڑھتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اسے چاہنے لگتا ہوں۔ پس جب میں اس سے محبت کر لیتا ہوں تو میں اس کے کان، آنکھ، ہاتھ اور اس کا مددگار بن جاتا ہوں۔ پھر اگر وہ مجھ سے دعا کرتا ہے تو میں اس کی دعا قبول کرتا ہوں اور اگر مجھ سے مانگتا ہے تو میں اسے عطا کرتا ہوں۔ پس وہ میرے لئے

مخلص ہو جاتا ہے اور میں اس کیلئے مخلص ہو جاتا ہوں]۔

صوفیہ کرام کی جماعت اس بات کی مستحق ہے کہ ہم ان کا شکریہ ادا کریں اس لیے کہ انہوں نے اپنے نالۂ نیم شب سے ہمیں نئی زندگی دی، اپنی آہِ سحر گاہی سے خود آگاہی کی راہ روشن کی۔ ہمیں نفس کی آلودگی سے بچا کر شعورزندگی اور طرز زندگی سکھایا۔بقول علامہ تفتازانی: یہ وہ مومنین کاملین ہیں جو واقعی عارف ہوتے ہیں ،ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی بندگی کرتے ہیں، ہر قسم کے گناہوں سے بچتے ہیں اور دنیاوی لذتوں میں انہماک سے بچتے ہیں[5]۔

انہی صوفیائے کرام میں حضرت حافظ الملت وہ عظیم الشان شخصیت ہیں جنہوں نے اللہ کی معرفت کے خزانے اللہ کے بندوں پر کھول دیے اور کلمۂ طیبہ کا ایسا ورد جاری کیا جس کی نورانیت آج تک بھرچونڈی کے در و دیوار سے محسوس ہوتی ہے۔درگاہ قادریہ بھرچونڈی شریف پاکستان کے صوبہ سندھ کے ضلع گھوٹکی میں واقع ہے۔اس کی تاسیس 1258ھ میں حافظ الملت حافظ محمد صدیقؒ (متوفیٰ 1308ھ) نے کی۔ آپؒ سندھ کی عوام میں اسلامی عقائد کی اصلاح، محبت رسول ﷺ کی تبلیغ، ملی اقدار کے تحفظ، سماجی اور سیاسی شعور کی بیداری اور تزکیہ نفس کی شاندار تحریک پیدا کی۔ آپ نے مستقل مزاجی کے ساتھ انگریزی استعمار کے خلاف علم جہاد بلند کیا۔ آپ نے قلیل عرصہ میں تین لاکھ سے زائد افراد کو دین اسلام کی صحیح راہ دکھائی اور عوام کی کثیر تعداد نے آپ کے دست حق پرست پر بیعت کی۔ آپؒ کے وصال بعد آپ کے خلفا اور سجادگان نے بندگان خدا کی رہنمائی کا عمل جاری رکھا۔درگاہ کے موسس اعلیٰ حافظ الملت حافظ محمد صدیقؒ نے مساجد کو تبلیغ دین اور اصلاحِ عوام کا ذریعہ بنایا۔ آپ نے دور دراز علاقوں کے اسفار کیے اور ہر مقام پر مخلوق کی رہنمائی اور اسلامی تربیت کا خاص اہتمام کیا۔ آپ حضر اور سفر دونوں حالتوں میں عوام کے سامنے قرآن مجید کی تفسیر اور احادیث نبویہ کی تشریح فرماتے۔مثنوی مولانا روم سے آپ کو خاص شغف تھا اس لیے اپنے دروس اور مواعظ حسنہ میں اس کا درس بھی دیتے تھے۔ آپ کے درس سے عوام اس قدر متاثر ہوتے کہ پوری مجلس میں آہ وبکا اور گریہ کا سماں بندھ جاتا اور بندگان خدا تائب ہو کر اٹھتے۔ آپ کی تربیت کا اثر تھا کہ لاکھوں افراد محبت الٰہی کی لڑی میں اس طرح منسلک ہوئے کہ ہر قسم کے لسانی، گروہی اور وطنی رشتوں سے بالاتر ہو کر اسلام کے جانباز سپاہی اور ناموس رسالت عظیم محافظ بن گئے۔ آپ کے طریقۂ تربیت کی اساس قرآن مجید کی یہ آیت مبارکہ تھی: اتْلُ مَا أُوحِيَ إِلَيْكَ مِنَ الْكِتَابِ وَأَقِمِ الصَّلَاةَ إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَلَذِكْرُ اللَّهِ أَكْبَرُ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا تَصْنَعُونَ[6]۔

ترجمہ: آپ ﷺ کتاب سے وہ تلاوت کیجیے جس کی آپ کو وحی کی گئی ہے اور نماز قائم کیجیے بے شک نماز بے حیائی اور برائی سے روکتی ہے اور اللہ کا ذکر سب سے بلند ہے اور جانتا ہے جو تم کرتے ہو۔

حافظ الملت کی درگاہ سے فیض پانے والے کے علما و شیوخ کے اسمائے گرامی یہ ہیں: حافظ محمد عبد اللہ، مولانا عبد الغفار، مولانا ابو الخیر، مولانا عمر جان نقشبندی، پیر حافظ عبد الرحمن، سید تاج محمود امروٹی، خلیفہ غلام محمد دین پوری، مولانا عبید اللہ سندھی، مفتی عبد الکریم ہزاروی، سراج الفقہا مولانا سراج احمد خانپوری، مولانا سید سردار احمد قادری، اور سید مغفور القادری رحمہم اللہ۔یہ سب حضرات آپؒ کے خلفا تھے[7]۔

تحریک پاکستان میں علماء و مشائخ کا کردار: تحریک پاکستان کو کامیابی سے ہمکنار کرنے میں مشائخ عظام و علمائے کرام کا کردار کلیدی اہمیت

کا حامل ہے۔ برصغیر کی مختلف خانقاہوں سے وابستہ مشائخ عظام نے قائداعظم محمد علی جناحؒ کا بھرپور ساتھ دیا تھا۔ اگر یہ کہا جائے کہ ہندوستان میں کلمہ طیبہ کی بنیاد پر پاکستان کا قیام اولیائے کرام کی صدیوں پر محیط ریاضتوں کا ثمر شیریں ہے تو مبالغہ نہ ہو گا۔ ان عظیم ہستیوں نے اس خطے میں اسلام کی نشر واشاعت کی۔ اور ان کے عقیدت مندوں نے مسلمانوں کے اسلامی تشخص کی داعی آل انڈیا مسلم لیگ کی جدوجہد میں ہراول دستے کا کردار ادا کیا۔ کیونکہ انگریز حکومت کی طرف سے ہندوؤں کی سرپرستی کے باعث مسلمانوں کی سیاسی، معاشی اور سماجی زندگی پر انتہائی تباہ کن اثرات مرتب ہو رہے تھے اور اس امر کا خطرہ سر پر منڈلانے لگا تھا کہ خدانخواستہ اسلامی عقائد واقدار اور ثقافت و روایات کہیں ہندو معاشرے میں اپنی پہچان نہ کھو بیٹھیں۔ یہ صورتحال مشائخ عظام اور علمائے حق کیلئے ایک لمحۂ فکریہ تھی۔ وہ صدق دل سے محسوس کرتے تھے کہ ہندوستان میں بسنے والے مسلمانوں کا اسلامی تشخص صرف اسی صورت محفوظ رہ سکتا ہے جب یہاں کے مسلم اکثریتی علاقوں پر مشتمل ایک علیحدہ اسلامی ریاست تشکیل دی جائے۔ چنانچہ جب قائداعظم محمد علی جناحؒ کی قیادت میں مسلم لیگ نے مارچ1940ء کے تاریخ ساز اجلاس میں قیام پاکستان کا نعرہ بلند کیا تو گویا مشائخ کی ملی آرزؤں کو ایک عملی تعبیر مل گئی اور وہ نہ صرف بذات خود بلکہ ان خانقاہوں کے وابستگان بھی بابائے قوم کے دست و بازو بن گئے۔ انہوں نے قائداعظمؒ کے تدبر اور دُور اندیشی پر اعتماد کرتے ہوئے تحریک پاکستان کو پوری دل جمعی سے آگے بڑھایا۔ جدوجہد آزادی میں ان جلیل القدر ہستیوں کی خدمات اور کارنامے ہماری ملی و قومی تاریخ کا ایک سنہرا باب ہیں۔ ان حضرات نے جہاں دو قومی نظریے کی حقانیت کو دلائل و براہین سے ثابت کیا، وہیں قائداعظم محمد علی جناحؒ کی ذات پر فتوے لگانے والوں کا بھی کڑا احتساب کیا۔ ان حضرات کو قائداعظم محمد علی جناحؒ کی صلاحیتوں پر یقین کامل اور مسلم لیگ سے اٹوٹ محبت تھی، اس لئے وہ ان کے خلاف کوئی بات سننا گوارا نہ کرتے تھے۔ اسی لیے انہوں نے کہا کہ مسلمانوں کو ایک جھنڈے تلے منظم ہو جانا چاہیے۔ وہ جھنڈا صرف مسلم لیگ کا ہے جو مسلمانوں کی جماعت ہے اور اس نازک دور میں مسلمانان ہندوستان کی خاطر خواہ خدمت کر رہی ہے۔ قائداعظمؒ ہمارے سیاسی وکیل ہیں۔ ہم ان کے حکم پر پاکستان جیسی مقدس سرزمین حاصل کرنے کیلئے بڑی سے بڑی قربانی دینے سے بھی دریغ نہیں کریں گے۔

آل انڈیا سنی کانفرنس:

آل انڈیا سنی کانفرنس، برطانوی ہندوستان میں اہل سنت وجماعت کی ایک سیاسی جماعت کا نام تھا جس کے زیرِ اہتمام قیام پاکستان کیلئے کئی اجتماعات منعقد کیے گئے۔ 17 تا19 مارچ1925ء کو مراد آباد میں پہلی آل انڈیا سنی کانفرنس کا انعقاد کیا گیا۔ آل انڈیا مسلم لیگ کو تحریکِ پاکستان کیلئے مکمل حمایت دی گئی۔ تحریک پاکستان کے دوران علما اور سیاست دان مختلف گروہوں میں بٹے ہوئے تھے کچھ پاکستان کے حامی۔ قیام پاکستان کے حامی علماء ومشائخ کا یہی مؤقف رہا کہ برطانوی حکومت اور ہندو سیاست دان دونوں ہمارے دشمن ہیں۔ ان علماء ومشائخ کے مطابق ہندو اور مسلمان دو الگ الگ قومیں تھیں اور دراصل یہی دو قومی نظریہ تھا۔ بعد ازاں علامہ محمد اقبال اور قائداعظم نے بھی یہی اصول اپنایا اور پاکستان سنی علماء کے نظریے کی بنیاد پر وجود میں آیا[8]۔ علما ومشائخ اہل سنت نے تاریخی آل انڈیا سنی کانفرنس 27 اپریل 1945 میں بنارس میں منعقد کی جس میں تحریک پاکستان کی مکمل حمایت کرنے کیلئے علماء ومشائخ نے شرکت کی۔ علامہ سید محمد اشرفی جیلانی محدث کچھوچھوی نے اس کی صدارت کی۔ اس آل انڈیا سنی کانفرنس کو جدوجہد آزادی میں ایک سنگ میل کی حیثیت حاصل ہے۔ اس کانفرنس میں لاکھوں مسلمانوں کی

شرکت نے 1945 کے تاریخ ساز انتخابات میں مسلم لیگ کی کامیابی پر مہر تصدیق ثبت کر دی تھی۔ در حقیقت تحریک پاکستان دنیاوی نہیں بلکہ روحانی تحریک تھی۔ یہی وجہ ہے کہ قائد اعظم محمد علی جناحؒ نے اسی تناظر میں قیام پاکستان کو حضور انور ﷺ کا روحانی فیضان قرار دیا تھا۔

تحریک پاکستان میں درگاہ قادریہ کی خدمات:

درگاہ قادریہ نے قیام پاکستان کی تحریک میں بھرپور قائدانہ و مجاہدانہ کردار ادا کیا۔ برصغیر کی تمام ممتاز خانقاہوں کی طرح خانقاہ قادریہ نے تحریک پاکستان سے لیکر اب تک مختلف ادوار میں اس خانقاہ نے سیاسی کردار بھرپور انداز میں پیش کیا۔ پیر محمد عبداللہؒ نے تحریک پاکستان او تحریک ترک موالات میں سندھ کے مسلمانوں کو بیدار کرنے میں اہم کردار ادا کیا[9] آپ خانقاہ قادریہ بھرچونڈی کے پہلے سجادہ نشین تھے۔ آپ حافظ الملتؒ کے بھتیجے تھے۔ آپ نے اپنے عمِ محترم کی اس گود میں پرورش پائی جو اللہ تعالیٰ کے ذکر اور نبی علیہ الصلاۃ والسلام کے درود سے اطمینان پاتی تھی۔ حافظ الملتؒ کے وصال کے بعد آپ کو خانقاہ کا سجادہ مقرر کیا گیا۔ آپ اپنے شیخ کی علمی، روحانی، دینی اور سماجی خدمات کے امین، عالم شریعت اور با عمل تھے۔ اسلام کے مبلغ تھے اور تبلیغ دین میں ہمیشہ مصروف عمل رہتے تھے۔ آپ نے صوبہ سندھ میں تعلیم قرآن مجید کا وسیع سلسلہ قائم فرمایا۔ قرآن مجید اور احادیث نبویہ سے بے پناہ محبت تھی۔ اکثر وقت خانقاہ میں گزارتے اور آنے والے معتقدین کی حاجت روائی میں مصروف رہتے۔ آپ کا وصال 1346 ہجری میں ہوا[10]۔

پیر عبدالرحمٰن بھورل سائیں کی تحریکِ پاکستان میں خدمات:

خانقاہ قادریہ کے دوسرے سجادہ نشین پیر عبدالرحمن المعروف بھورل سائیں تھے۔ آپ پیر محمد عبداللہ کے فرزند، تربیت یافتہ و بلند پایہ عالم دین اور تحریک پاکستان کے حامی و ناصر تھے۔ آپ کے احوال حسبِ ذیل ہیں۔

ولادت: آپ کی ولادت 1310ھ مطابق 1891ء بھرچونڈی شریف میں درگاہِ قادریہ کے شیخ ثانی حافظ محمد عبداللہ قادریؒ کے ہاں ہوئی۔

تعلیم و تربیت: جب آپ کی عمر چار سال ہوئی تو حافظ الملت کی درگاہ پر قرآن مجید کی تعلیم کا باقاعدہ آغاز کیا گیا۔ بسم اللہ کی رسم والد گرامی نے ادا کرائی اور محفل میلاد و لنگر کا اہتمام کیا گیا۔ ختم قرآن کے بعد حسبِ دستور فارسی اور علوم اسلامیہ و عربیہ کا آغاز ہوا۔ ابتدائی تعلیم مولانا علی شیر سے حاصل کی[11]۔ بعد ازاں درس نظامی کی اعلیٰ تعلیم سراج الفقہاء علامہ سراج احمد خانپوری اور علامہ عبدالکریم سے حاصل کی[12]۔

سجادہ نشینی: درگاہ قادریہ کے شیخ ثانی حافظ محمد عبداللہ کا وصال 25 رجب المرجب 1346ھ مطابق 1926ء ہوا تو درگاہ کی ذمہ داری پیر عبدالرحمٰن کے کندھوں پر آگئی۔ شیخ ثانی رسم قل پر آپ کو درگاہ کا شیخ ثالث مقرر کیا گیا۔ تمام خلفاء اور مریدین نے آپ کے دست حق پرست پر بیعت کی[13]۔

دینی خدمات: آپ نے طویل مدت تک خانقاہ کے دینی، علمی، دعوتی اور سماجی امور انجام دیے۔ تبلیغی واصلاحی دورے کیے۔ مدارس قائم کیے۔ مساجد تعمیر کرائیں۔ درگاہ میں لنگر خانہ کو وسعت دی اور علوم اسلامیہ کا مدرسہ قائم کیا۔ آپ کی شخصیت کا خصوصی وصف یہ بھی تھا کہ آپ اہل علم کی نہ صرف قدردانی فرماتے ان کی معاشی ضرورتوں کا خیال بھی رکھا کرتے تھے۔ تحریک پاکستان میں سرزمین سندھ میں آپ نے قائدانہ کردار ادا کیا۔ اور استحکام پاکستان کے لیے عملی کاوشیں کیں۔

جماعت احیاء اسلام کا قیام: پیر عبد الرحمٰن نے 1937ء میں جماعت احیا اسلام قائم کی اور سندھ کے مظلوم مسلمانوں کو انگریز سامراج کے خلاف ایک موئثر پلیٹ فارم عطا کیا۔ آپ نے سندھ کے غیور حامیان اسلام و پاکستان افراد کا نمائندہ اجلاس بلایا اور قیام پاکستان اور مسلم امہ کے اتحاد کی اہمیت کو اجاگر کیا۔ یہ وہ وقت تھا جب سندھ میں کانگریس کی سیاست عروج پر تھی جبکہ مسلم لیگ کا دائرہ صرف کراچی تک محدود تھا اور سندھ وڈیرے اور جاگیر دار انگریزوں کی چاپلوسی میں مصروف تھے[14]۔

سیاسی خدمات: پیر عبد الرحمنؒ ایک ایسی ہی شخصیت تھے جنھوں نے سندھ میں تحریک پاکستان کا دیا جلایا تھا۔ قائد اعظمؒ پیر عبد الرحمن بھرچونڈیؒ پر نہایت درجہ اعتماد اور سندھ کے سیاسی احوال پر ہمیشہ ان سے مشاورت کرتے تھے۔ یاد رہے کہ صوبہ سندھ کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ اس صوبہ کی اسمبلی نے سب سے پہلے پاکستان سے الحاق کی قرارداد منظور کی تھی۔ پیر عبد الرحمن بھرچونڈیؒ نے اپنے شب وروز پاکستان کے لئے وقف کر رکھے تھے اور آپ نے اس دوران چلنے والی تمام اہم تحریکوں میں نمایاں حصہ لیا۔ صوبہ سندھ میں کانگریس کا زور توڑنے اور مسلم لیگ کو مضبوط بنانے میں آپ کا کردار کلیدی تھا۔[15]

دو قومی نظریہ اور تحریک آزادی کی حمایت کے سلسلہ میں علمائے اہل سنت نے 1946ء میں بنارس میں آل انڈیا سنی کانفرنس منعقد کی۔ پیر عبد الرحمٰن نے صوبہ سندھ سے پانچ سو علماء و رفقا کے ساتھ کے قیام پاکستان کے حق میں بنارس کی سنی کانفرنس میں شرکت کی۔ اس کانفرنس کے چوتھے اجلاس کی صدارت پیر عبد الرحمٰن نے کی اور قیام پاکستان کی بھرپور حمایت کا اعلان کیا[16]۔

تنظیم المشائخ کا قیام: پیر عبد الرحمٰن نے 1945ء میں تنظیم المشائخ قائم کی اور 1946ء میں حیدرآباد سندھ میں ایک اجلاس منعقد کیا اس کا نتیجہ یہ بر آمد ہوا کہ وہ مشائخ جنہوں نے تحریک پاکستان میں حصہ نہیں لیا تھا وہ بھی پورے جوش وجذبہ سے مسلم لیگ کے قافلہ میں شریک ہو گئے[17]۔ قیام پاکستان کے حق میں پیر عبد الرحمان نے بھرپور کاوشیں جاری رکھیں۔ آپ کی قائم کردہ جماعت احیائے اسلام اور تنظیم المشائخ کے عوامی اثرات کا نتیجہ یہ بر آمد ہوا کہ سندھ میں کانگریس کا اثر و رسوخ ٹوٹ گیا اور مسلم لیگ کو سندھ میں واضح طور پر کامیابی بھی حاصل ہوگئی۔ یہی وجہ ہے کہ قائد اعظم محمد علی جناح کی سیاست میں آپ کو خاص اہمیت حاصل تھی۔

سندھ اسمبلی سے پاکستان کی حمایت: ہندوستان کی انگریز حکوت نے قائد اعظم سے مطالبہ کیا کہ وہ مسل اکثریت والے صوبوں میں سے کسی اسمبلی میں اکثریت ثابت کریں۔ یہ مسئلہ جب پیر عبد الرحمانؒ کے علم میں آیا تو آپ نے فرمایا ہم قرارداد پاکستان منظور کرائیں گے۔ ڈاکٹر غلام علی الانہ کے بقول: انگریز حکومت کی طرف سے اس چیلنج کو بھرچونڈی شریف کے روحانی پیشوا حضرت پیر عبد الرحمان صاحب نے قبول کیا۔ آپ سندھ اسمبلی کے مسلم اراکین پر زور دیا کہ وہ اسمبلی کے اجلاس میں پاکستان کی تائید کریں[18]۔ چناچہ 27 میں 24 ارکان نے قرارداد پاکستان کی حمایت کی جبکہ تین ہندو اراکین نے مخالفت میں ووٹ ڈالا۔ پورے ہندوستان میں سندھ وہ واحد صوبہ تھا جس میں مسلم لیگ کی صدارت قائم ہوئی[19]۔ اس طرح پیر صاحب نے نہ صرف قائد اعظم کو بلکہ برصغیر کے تمام مسلمانوں کو سرخرو کرادیا اور انگریزوں کی چالوں کو ناکام کر دیا۔ پیر صاحب کا یہ اقدام قیام پاکستان کی ٹھوس بنیاد بن گیا اور تاریخ میں سنہرے حروف کے ساتھ رقم ہو گیا۔ اگر پیر صاحب یہ اقدام نہ اٹھاتے تو شاید پاکستان کے قیام میں شدید مشکلات پیدا ہو جاتیں۔ نہایت افسوس کا مقام ہے کہ پیر صاحب کی قیامِ پاکستان کے حوالہ سے اس

اہم کاوش کو حکومتِ پاکستان نے اجاگر نہیں کیا۔ حکومت پاکستان کو چاہیے کہ پیر صاحب کی خدمات کے اعتراف میں ایک قومی یونیورسٹی کا قائم کرے اور پیر صاحب کی خدمات کو شاملِ نصاب کرے۔

استحکام پاکستان کے لیے پیر صاحب بھرچونڈی کی خدمات:

قیام پاکستان کی طرح استحکام پاکستان اور پاکستان میں امن کیلئے بھی خانقاہ قادریہ نے ہمیشہ اپنی قومی و ملی خدمات پیش کیں۔ 13 اکتوبر 1955ء جہانگیر پارک کراچی میں جمعیت علمائے پاکستان کی 7ویں سالانہ کانفرنس کی صدارت پیر عبدالرحمان المعروف بھورل سائیں نے کی۔ یہ وہ زمانہ تھا جب پاکستان میں آئین نہیں بنایا گیا تھا اور آمرانہ حکومت عوام کا استحصال کر رہی تھی۔ اس کانفرنس کے خطبۂ صدارت میں آپ نے فرمایا: پاکستان بنانے مقصد ہی یہ تھا کہ ایک ایسی اسلامی مملکت بنائی جائے جو کتاب و سنت کے مطابق عمل کرے۔ پاکستان کے عوام کسی حالت بھی ایسے دستور کو جو کتب و سنت اور فقہ اسلامی کا آئینہ دار نہ ہو، قبول نہیں کر سکتے۔ ارباب سیاست کا اولین فریضہ یہ ہے کہ وہ مسلمانوں کے جذبات سے کھیلے بغیر اسلامی دستور جاری کریں اور جلد از جلد انتخابات کرائیں[20]۔

وصال: آپ کا وصال بروز اتوار 9 جمادی الاول 1380ھ مطابق 30 اکتوبر 1960ء درگاہ قادریہ میں ہوا۔ تدفین شیخ ثانی کے پہلو میں کی گئی۔

خلاصہ بحث:

تحریک پاکستان میں عوام، سیاست دانوں اور علمائے کرام کے ساتھ ساتھ صوفیائے کرام نے عملی طور پر بھرپور حصہ لیا جس کے نتیجہ میں پاکستان معرضِ وجود میں آگیا۔ تحریک پاکستان میں درگاہِ قادریہ بھرچونڈی شریف کی خدمات نہایت شان دار اور قابل ذکر ہیں۔ پیر عبدالرحمٰن نے عملی طور پر تحریک پاکستان میں حصہ لیا۔ پیر عبدالرحمٰن نے سندہ کی دستور ساز اسمبلی سے قرارداد پاکستان منظور کرانے میں کلیدی کردار ادا کیا۔ علاوہ ازیں درگاہ قادریہ نے پاکستان میں اپنی بساط کے مطابق مختلف شعبہ ہائے زندگی میں دینی، علمی، روحانی، سماجی اور سیاسی خدمات کا دائرہ وسیع کیا ہوا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ان خدمات کا قومی سطح پر اعتراف کیا جائے اور عوامی سطح پر حوصلہ افزائی کی جائے۔

نتائج و سفارشات:

- عالمی سطح پر اسلام کی اعلیٰ ترین علمی، روحانی اور اخلاقی تعلیمات کو اجاگر کیا جائے۔
- صوفیائے کرام کی عظیم خدمات کو شامل نصاب کیا جائے۔
- درگاہ قادریہ نے تحریک پاکستان میں بڑھ چڑھ کر اپنی خدمات پیش کی ہیں خصوصاً سندہ اسمبلی سے قراردادِ پاکستان منظور کرانا اس درگاہ کی اہم ترین قومی خدمت ہے۔
- درگاہ قادریہ نے پاکستان میں دینی و عصری علوم کی ترویج و اشاعت، روحانی تزکیہ و تربیت، امن و سلامتی کے قیام، سماجی سطح پر باہمی رواداری کے فروغ اور سیاسی استحکام کے لیے عظیم کردار انجام دیا ہے۔
- پاکستان میں امن و استحکام، علم و حکمت، اخلاق، انسانی ہمدردی، عدل و انصاف، اور فکر و دانش کے فروغ کیلئے اسلامی تعلیمات کو عام کیا جائے۔

- پاکستان میں دہشت گردی کے ناسور سے مکمل نجات کیلئے صوفیاء کرام کی تعلیمات اخوت و محبت اور ایثار و قربانی کو فروغ دیا جائے۔
- حکومت پاکستان کو چاہیے کہ پیر عبدالرحمٰنؒ کی خدمات کے اعتراف میں ایک قومی یونیورسٹی قائم کرے اور پیر صاحب کی خدمات کو شاملِ نصاب کرے۔ پاکستان کی قومی و نجی جامعات اور بیرون ممالک کی جامعات میں ایم فل اور پی ایچ ڈی کی سطح پر درگاہ قادریہ کی عظیم خدمات پر تحقیقی مقالات لکھوائے جائیں۔
- درگاہ قادریہ کی خدمات کا قومی سطح پر اعتراف کیا جائے اور عوامی سطح پر حوصلہ افزائی کی جائے۔

حوالہ جات

[1] الیونس62:10

[2] طبری، ابوجعفر محمد بن جریر، جامع البیان، دارالفکر، بیروت، 1415ھ، رقم الحدیث13725

[3] المریم 96:19

[4] ابن عساکر، تاریخ مدینہ و دمشق، ذکر من اسمہ ذوالنون، دارالعلم، بیروت، 1411ھ، ج17، ص422

[5] تفتازانی، مسعود بن عمر، شرح المقاصد، مطبوعہ منشورات، ایران، 1409ھ، ج5، ص72

[6] العنکبوت45:25

[7] مجلہ معارف حافظ الملت، جنوری تا مارچ2017، خانقاہ قادریہ، ڈہرکی، سندھ، ص7

[8] https://ur.wikipedia.org/wiki/ AllIndia sunni Conference, Bnaras

[9] مجلہ معارف حافظ الملت، جنوری تا مارچ2016، ص16

[10] سید احسان احمد گیلانی، حضرت حافظ الملت اور آپ کے سجاد گان، حافظ الملت اکیڈمی، سندھ، ص8

[11] سید فاروق القادری، نفحات الرحمٰن، کتاب محل، لاہور، 2010ء، ص21

[12] محمد صادق قصوری، مجلہ معارف حافظ الملت، ستمبر2017ء، ص21

[13] سید فاروق القادری، نفحات الرحمٰن، کتاب محل، لاہور، 2010ء، ص30-31

[14] اللہ رکھیو آشا، مجموعہ مقالات معارف حافظ الملت، ج1، ص309

[15] https://dailypakistan.com.pk

[16] محمد جلال الدین، خطبات آل انڈیا سنی کانفرنس، مکتبہ رضویہ، گجرات، 1978ء، ص281

[17] اللہ رکھیو آشا، مجموعہ مقالات معارف حافظ الملت، ج1، 113

[18] دلمیر باجکانی، مجموعہ مقالات معارف حافظ الملت، ج1، ص304

[19] محمد صادق قصوری، مجلہ معارف حافظ الملت، ستمبر2017ء، ص23

[20] خطبات صدارت، حافظ الملت اکیڈمی، بھرچونڈی، سندھ، ص9